سوال

(20) بے نماز کے کافر حقیقی ہونے پر بعض شبہات اوران کا جواب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اکثر اہل حدیث تارک الصلوۃ کو کافر اور خارج عن الاسلام کہتے ہیں۔ اور آیات واحادیث میں سے دلائل بیان کرتے ہیں مگر مندرجہ ذیل احادیث کا ان لوگوں کے پاس کیا جواب ہے جو بے نماز کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ احادیث عدم خارج از اسلام پر صراحتہ دلالت کرتی ہیں اور ہو یہ احادیث ہیں: پہلی حدیث :

«عن ابن محیریز ان رجلاً من بنی کنانۃ یدعیٰ المخدجیَ سمع رجلاً بالشام یکنیٰ ابا محمد یقول انَ الوتر واجبٌ قال المخدجیُ فرحت الیٰ عبادۃ بن الصامت فاخبرتہ فقال عبادۃ کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد فمن جاء بھن لم یضیع منھن شیئنا استخفافاً بحقھن کان لہ عند اللہ عھدً ان یدخلہ الجنۃ ومن لم یات بھن فلیس لہ عند اللہ عھدان شاءَ عذَبہ وان شاء ادخلہ الجنۃ»

یعنی ابن محیریز سے روایت ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ سے جس کو مخدجی کہا جاتا ہے اس نے ایک شخص سے سنا جس کی کنیت ابو محمد ہے وہ کہتا ہے کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا کہ میں عبادۃ بن صامت کے پاس گیا۔ اس کو خبر دی عبادہ نے کہا وہ جھوٹا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اللہ تعالی نے بندوں پر پانچ نمازیں لکھی ہیں۔ اگر وتر واجب ہو (تو چھ ہو جائیں گی) پس جس نے ان کو ادا کیا۔ اور ان کے حق کو ہلکا سمجھ کر ان سے کچھ ضائع نہ کیا تو اللہ تعالی پر عہد ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے اور جس نے ان کو اس طرح سے ادا نہ کیا اس کی بابت اللہ تعالی کے پاس کوئی عہد نہیں۔ اگر چاہے اس کو عذاب دے اگر چاہے جنت میں داخل کر دے۔ (یہ حدیث موطا امام مالک ،ابوداؤد، نسائی، دارمی میں ہے)

دوسری حدیث :

«عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ عزّوجل ثلاثۃ دیوان لایعبأ اللہ بہ شیئنا ودیوان لایترک اللہ منہ شیئنا ودیوان لایغفرہ اللہ فاما الدیوان الذی لایغفرہ اللہ شیئنا فالشرک باللہ قال اللہ عزّوجل ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ واما الدیوان الذی لایعبأ اللہ بہ شیئنا فظلم العبد فیما بینہ وبین ربہ من صوم یوم ترکہ او صلوۃ ترکھا فان اللہ عزّوجل یغفر ذالک ویتجاوز ان شاء واما الدیوان الذی لایترک اللہ منہ شیئنا فظلم العباد بعضھم بعضا القصاص لامحالۃ»

یعنی عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالی کے ہاں تین دفتر ہیں ایک دفتر کی خدا کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ ایک دفتر سے خدا کچھ نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک دفتر خدا معاف نہیں کریگا جس کو معاف نہیں کریگا وہ شرک کا دفتر ہے ارشاد ہے جو شرک کرے خدا نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ جس دفتر کی خدا پرواہ نہیں کرتا وہ ان گناہوں کا دفتر ہے جو خدا اور بندوں کے درمیان ہیں۔ جیسے کسی نے روزہ چھوڑ دیا یا کوئی نماز چھوڑ دی۔ اگر خدا چاہے تو معاف کر دے گا۔ اور جس دفتر سے خدا کچھ نہیں چھوڑے گا وہ حق العباد کا دفتر ہے۔ بندوں نے جو ایک دوسرے پر ظلم کیا ہے اس کا بدلہ دلایا جائے گا کسی صورت اس کی معافی نہیں ہو سکتی۔ (یہ حدیث مسند احمد میں ہے)

ابن کثیر جلد 3 ص 113 میں مندرجہ ذیل حدیث ہے جو مذکورہ حدیث کی تائید کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔

«عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الظلم ثلاثۃ فظلم لایغفرہ اللہ وظلم یغفرہ اللہ وظلم لایترک اللہ منہ شیئنا فاما الظلم الذی لایغفرہ اللہ فالشرک وقال انَ الشرک لظلم عظیم واما الظلم الذی یغفرہ اللہ فظلم العباد لانفسھم فیما بینھم وبین ربھم واما الظلم الذی لایترکہ فظلم العباد بعضھم بعضاً حتیٰ یدین لبعضھم من بعضھم»

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک ظلم خدا معاف نہیں کرے گا۔ اور ایک ظلم (اگر خدا چاہے تو) معاف کردے گا۔ اور ایک ظلم سے خدا کچھ نہیں چھوڑے گا۔ جو ظلم خدا معاف نہیں کریگا وہ شرک ہے۔ خدا فرماتا ہے شرک بہت بڑا ظلم ہے جو (ظلم خدا چاہے تو) معاف کردے گا وہ بندوں کے اپنی جانوں پر ظلم ہیں جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہیں۔ اور جو ظلم خدا نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کے آپس میں ظلم ہیں (وہ نہیں چھوڑے گا) یہاں تک کہ ایک دوسرے سے بدلہ دلائے گا۔

خط کشیدہ عبارت سے حقوق اللہ بھی مراد ہیں کہ جن کا تعلق براہ راست خدا تعالی اور بندوں سے ہے اور حقوق اللہ سے جو حق قابل مغفرت نہیں ہے اس کو جدا بیان کردیا ہے۔ پس اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں کچھ فرق نہیں مگر یہی بندگان اور خدا کے درمیان جو حقوق ہیں وہ قابل معافی ہیں ان کو تمثیل سے سمجھا ہے اور اس میں اشارت سے کام لیا ہے۔ مآل دونوں کا ایک ہی ہے۔ پس یہ دونوں احادیث صریح ہیں کہ ترک الصلوۃ بھی دیگر کبائر کی طرح ایک کبیرہ گناہ ہے اور کبائر کے لئے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف ہے اللہ تعالی اگر چاہے تو ابتداء ہی میں بخش کر جنت میں داخل کردے جیسا کہ بکثرت آیات واحادیث سے اہل سنت اس عقیدہ کو ثابت کرتے ہیں۔ مجملہ ان کے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ ہے جو مشکوۃ کتاب الایمان اور بخاری کتاب الایمان میں ہے۔ اس طرح یہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ تارک الصلوۃ کے لئے بھی ایسا ہی ثابت کرتی ہیں۔

الغرض جو لوگ تارک الصلوۃ کے کفر کے قائل ہیں۔ ان ہر دو احادیث کا صحیح کیا جواب دیتے ہیں۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے تین حدیثیں پیش کی ہیں۔ اخیر کی دو ایک ہی مضمون کی ہیں۔ اور پہلی الگ ہے۔ اس حدیث میں لفظیات بہن محل استدال ہے۔ اس میں دو احتمال ہیں۔ اول یہ کہ نفس نماز ادا نہ کرے دوم یہ کہ کامل علی وجہ المطلوب شرعاً ادا نہ کرے۔ جب دو احتمال پیدا ہوئے تو ایک کی تعین ضروری ہے ورنہ استدلال باطل ہے۔

ہم اس حدیث میں احتمال ثانی کو معین کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کامل علی وجہ المطلوب شرعاً ادا نہ کرے اور نوافل سے اس کا تدارک بھی نہ ہو سکے تب وہ مشیت ایزدی میں ہے۔ ہم اپنی توجیہ کے لئے انہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث پیش کرتے ہیں کیونکہ قاعدہ ہے۔ «الاحادیث یفسر بعضھا بعضا»

ن عبادۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوات افترضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءھن وصلاھن لوقتھن واقم رکوعھن وسجودھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھدً ان یغفرلہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفرلہ وان شاء عذّبہ» (ابوداؤد)

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جو شخص اچھا وضو کرے اور ان کو وقت پر پڑھے اور رکوع وسجود پورا کرے اور خشوع بھی پورا کرے اس کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک عہد ہے کہ اس کو بخشے گا اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک عہد نہیں ہواہ بخشے خواہ عذاب کرے۔

یہ حدیث عبادہ کی پہلی تفسیر ہے کہ کامل نماز ادا نہ کرے تو مشیت الٰہی میں ہے۔ اگر احتمال اول لیا جائے تو عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جس میں «فقد خرج عن الملة» وارد ہے۔ خلاف ہوگا اور اس کے ان حدیثوں کے بھی خلاف ہوگا جن میں بے نماز کے کافر ہونے کی تصریح ہے اور تاویل کی گنجائش نہیں۔ ہاں اس حدیث کی تفسیر کے لئے ایک اور حدیث

بھی ملالیجئے تاکہ مطلب بالکل صاف ہوجائے ۔

ابن ماجہ صفحہ 102 «باب ماجاء فی فرض الصّلوۃ الخمس والمحافظۃ علیھا» میں ان ہی عبادہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے ۔

، سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوات افترضھن اللہ علی عبادہ فمن جاء بھن لم ینتقص منھن شیئا استخفافا بحقھن فان اللہ جاعل لہ یوم القیامۃ عہدا ان یدخلہ الجنۃ ومن جاء بھن قدانتقص منھن شیئا استخفافا بحقھن لم یکن لہ عند اللہ عہد ان شاء عذبہ وان شاء غفرلہ»

یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ آپ نے فرمایا خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کو ادا کیا اور سستی سے ان میں کچھ کمی نہ کی تو اللہ پر اس کے لئے عہد ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے ۔ اور جس نے ان کو ادا کیا اور سستی سے ان میں نقص ڈال دیا تو اس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں خواہ اس کو عذاب دے خواہ بخشے ابن ماجہ کے اسی صفحہ میں ایک حدیث قدسی وارد ہے ۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ۔

«وعہدت عندی عہداًانہ من حافظ علیھن لوقتھن ادخلتہ الجنۃ ومن لم یحافظ علیھن فلا عہد لہ عندی»

یعنی اللہ تعالی نے فرمایا جو ان نمازوں کے وقت پر محافظت کرے اس کے لئے بخشش کا عہد ہے جو وقت پر محافظت نہ کرے اس کے لئے بخشش کا عہد نہیں ۔

ترغیت ترہیب ص 17 باب الصلوۃ فی اول وقتھا میں کعب بن عجرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

ج ربکم یقول من صلی الصلوۃ لوقتھا وحافظ علیھا ولم یضیعھا استخفافا بحقھا فلہ علی عہد ان ادخلہ الجنۃ ومن لم یصلھا وقتھا ولم یحافظ علیھا وضیعھا استخفافا بحقھا فلا عہد لہ علی ان شئت عذبتہ وان شئت غفرت لہ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط واحمد بنحوہ»

یعنی خدا تعالی نے فرماتا ہے جو نماز وقت پر ادا کرے اور اس کی محافظت کرے اور سستی سے اس کو ضائع نہ کرے اس کے لئے میرے ذمے عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کردوں ۔ اور جو وقت پر نہ پڑھے نہ اس پر محافظت کرے اور سستی سے اس کو ضائع کرے اس کے لئے میرے ذمے کوئی عہد نہیں ۔ خواہ میں اس کو عذاب دوں خواہ بخش دوں ۔

ترغیب ترہیب کے اسی مقام پر ایک اور حدیث قدسی ہے جس کے راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں :

«وعزتی وجلالی لایصلیھا احد لوقتھا الا ادخلتہ الجنۃ ومن صلاھا لغیر وقتھا ان شئت رحمتہ وان شئت عذبتہ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر اسنادہ حسن انشاء اللہ تعالیٰ»

یعنی مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ، کوئی نماز کو وقت پر نہیں پڑھے گا مگر اس کو میں جنت میں داخل کروں گا ۔ اور جو بے وقت پڑھے اس کو خواہ رحم کروں یا عذاب دوں ۔ روایت کیا اس کو طبرانی کبیر میں اس کے اسناد حسن ہیں ۔

الغرض اس حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ سے مطلقاً نماز چھوڑنے پر مشیت مغفرت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس شخص کے لئے ہے جو نماز کو وقت پر اچھی طرح ادا نہ کرے ۔ اور اس میں قصور کرے ۔ اگر بالفرض دوسری احادیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی اس پہلی حدیث کی تفسیر نہ کرتیں تو بھی عبادہ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث دو احتمال بے نماز کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے مانع تھے ۔ کیوں ؟ « اذاجاء الاحتمال بطل الاستدل » اور جب ثانی احتمال دوسری احادیث سے متعین ہوگیا تو اب بطریق اولیٰ استدلال صحیح نہ ہوگا ۔

دوسری اور تیسری حدیث کا جواب

پہلی حدیث میں لفظیات بھن ہے اور دوسری تیسری حدیث میں لفظ ترک ہے اور ظاہر ہے کہ حاصل مطلب ان دونوں لفظوں کا ایک ہی ہے کیونکہ لم یات بھن کا مطلب بھی نہ پڑھنا ہے اور ترک کے معنی بھی نہ پڑھنا ہے ۔ پس جیسے لم یات بھن میں دو احتمال تھے ۔ ایک مطلقاً نہ پڑھنا ۔ ایک پوری وقت پر محافظت کے ساتھ نہ پڑھنا ۔ اسی طرح ترک میں بھی یہی دو

احتمال ہیں ایک مطلقاًچھوڑ دینا ایک پوری محافظت چھوڑ دینا۔ اوراوپر ابھی ذکر ہوا ہے کہ دو احتمال کی صورت میں بے نماز کے مسلمان ثابت کرنے پر استدلال صحیح نہیں۔ کیوں؟ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

اسکے علاوہ جیسے عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں دوسری احادیث سے ثانی احتمال متعین تھا ان دو حدیثوں میں بھی ثانی احتمال معین ہے۔ ابن ماجہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

«قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بین العبد والشرک الاترک الصلوۃ فاذا ترکہا فقد اشرک»

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور شرک کے درمیان نماز چھوڑدینے کا فرق ہے جب نماز چھوڑ دے گا تو مشرک ہو جائے گا۔

اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

«قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العہد الذی بیننا وبینہم الصلوۃ فمن ترکہا فقد کفر۔ رواہ الاربعۃ»

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ مشرکین اور ہمارے درمیان جو کچھ عہد ہے وہ نماز ہے جو نماز ترک کردے وہ کافر ہے۔

اس قسم کی بعض اور احادیث بھی ہیں۔ ان سے مطلع صاف ہوگیا کیونکہ ترک نماز شرک یا کفر ہوا تو یہ اس دفتر سے ہوا جو خدا معاف نہیں کرے گا۔

ایک اور حدیث اور اس کا جواب

آپ کی پیش کردہ احادیث کا جواب تو ہوچکا ہم اپنی طرف سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔ مستدرک حاکم میں ہے۔

«قال حذیفۃ یندرس الاسلام کما یندرس الثوب الخارق حتیٰ یصیر ما یدرون صلوۃ ولاصیاما ولانسکا غیران الرجل والعجوز یقولون قد ادرکنا الناس وہم یقولون لاالہ الااللہ فقال صلۃ بن زمر وما یغنی لاالہ الااللہ یاحذیفۃ وہم لایدرون صلوۃ ولاصیاما ولانسکا قال حذیفۃ یاصلۃ ینجون بلاالہ الااللہ من النار ہذاحدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ» (مستدرک جلد 4 ص 505)

یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسلام مٹ جائے گا جیسے پرانا کپڑا مٹ جاتا ہے یہاں تک کہ اسلام کی حالت یہ ہوگی کہ نہ لوگ نماز جانیں گے نہ روزہ نہ قربانی۔ ہاں اتنا ہوگا کہ پرانے مرد وعورت کہیں گے کہ ہم نے لوگوں کو لاالہ الااللہ پڑھتے پایا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد صلہ بن زمر نے کہا اے حذیفہ! جب وہ نماز روزہ اور قربانی نہیں جانیں گے تو لاالہ الااللہ ان کو کیا فائدہ دے گا؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے صلہ! لاالہ الااللہ کے ساتھ آگ سے نجات پائیں گے۔

یہ حدیث مستدرک حاکم میں دو جگہ ہے۔ ایک صفحہ محولہ پر اور ایک جگہ چند صفحات اس سے پہلے، امام ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک حاکم میں اس پر کوئی کلام نہیں کی تو گویا حاکم کے صحیح کہنے کو برقرار رکھا جس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز، روزہ وغیرہ کے بغیر صرف لاالہ الااللہ سے نجات ہوسکتی ہے اور جب صرف لاالہ الااللہ سے نجات سکتی ہے تو مسلمان ہونے کے لئے صرف لاالہ الااللہ کافی ہوا کیونکہ کافر کے لئے نجات نہیں۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ نماز ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے فرض ہوئی۔ اس سے پہلے لاالہ الااللہ کافی تھا۔ اسی طرح جب ایسا وقت آجائے کہ علم بالکل اٹھ جائے اور احکام اسلام کا پتہ ہی نہ رہے۔ صرف پرانے لوگوں اور عمر رسیدہ کو لاالہ الااللہ کی بابت اتنا معلوم ہو کسی زمانے میں لوگ یہ کلمہ پڑھتے تھے تو ایسی حالت میں بے شک لاالہ الااللہ کافی ہوگا۔ اور ایسی حالت میں یہی سمجھا جائے گا کہ نماز ان پر فرض نہیں ہوئی۔ کیونکہ فرضیت حکم کے علم کے بعد ہوتی ہے۔ پس یہ ایسا ہوگیا جیسے فرض ہونے سے پہلے لاالہ لااللہ کافی تھا۔ اور اس کی تائید حدیث کے آخری ٹکڑے سے بھی ہوتی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ لاالہ الااللہ کے ساتھ آگ سے نجات پائیں گے۔ اور مشکوۃ باب الرکوع میں روایت ہے ایک شخص کو حذیفہ رضی اللہ

عنہ نے دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تو فرمایا۔

«لومتَ متّ علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم» (رواہ البخاری)

یعنی اگر تو اس حالت پر مرجاتا تو غیر فطرت پر مرتا جس پر خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

جب رکوع و سجود پورا نہ کرنے والا حذیفہ کے نزدیک غیر فطرت پر مرتا ہے تو جو بالکل نماز نہ پڑھے وہ ناجی کس طرح ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف لاالٰہ الااللہ کو کافی سمجھنا اسی بنا پر ہے کہ بوجہ علم نہ ہونے کے وہ ایسے ہوگئے۔ جیسے نماز ان پر فرض ہی نہ تھی جیسے ہجرت سے پہلے فرض نہ تھی

وباللہ التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الصلوۃ، نماز کا بیان، ج2ص49

محدث فتویٰ